۲۱

۱ آمد آمد حرمِ شاہ کی دربار میں ہے
صبح سے جشن کا غل شام کے بازار میں ہے
صحبتِ عیش و طرب مجلسِ غدار میں ہے
شور و فریاد و بکا عترتِ اطہار میں ہے
نوبتیں بجتی ہیں، دشمن تو خوشی ہوتے ہیں
فاطمہؑ پیٹتی ہیں، شیرِ خدا روتے ہیں

۲ آگے آگے تو ہیں سجّادؑ جھکائے گردن
پاؤں بیڑی میں، گلا طوق میں، گردن میں رسن
مثلِ خورشیدِ فلک، شرم سے لرزاں ہے بدن
چاک ہے غم میں گریبانِ قبا، تا دامن
بیٹھ جاتے ہیں تو جھنجلا کے اٹھاتے ہیں لعیں
بوڑیاں نیزوں کی، شانوں میں چبھاتے ہیں لعیں

۳ پنڈلیاں سوجی ہیں، اور طوق سے چھلتا ہے گلا
سخت ایذا میں ہے، فرزندِ شہِ کرب و بلا
خار تلووں میں ہیں، مقتل سے جو پیدل ہے چلا
دھجیاں پاؤں میں باندھے ہے، وہ نازوں کا پلا
اس کی مظلومی پہ، بیتاب حرم ہوتے ہیں
دیدۂ حلقۂ زنجیر لہو روتے ہیں

۴ پیچھے بیمار کے ہے قافلۂ اہلِ حرم
چپ ہیں تصویر سے گویا کسی میں نہیں دم
دخترِ فاطمۂ زہراؑ کا عجب ہے عالم
تھرتھری جسم میں ہے اٹھ نہیں سکتے ہیں قدم
رو کے فرماتی ہیں کس گوشے میں جائے زینبؑ
ہاتھ کھل جائیں تو منھ اپنا چھپائے زینبؑ

۵ کبھی سجّادؑ سے کہتی ہیں بہ آہ و زاری
مجھ کو دربار کی آفت سے بچاؤ واری
کر کے زاری وہ یہ بیاں کرتا ہے وہ آزاری
صبر فرماؤ جو مرضیٔ جنابِ باری
کم نہ کچھ مرتبہ آلِ عبا ہوئے گا
عاصیوں کا اسی پردہ میں بھلا ہوئے گا

۶ گردنیں بارہ اسیروں کی ہیں اور ایک رسن
جس طرح ہوتے ہیں گلدستے میں گلہائے چمن
رشتہ دارانِ علیؑ سب ہیں گرفتارِ محن
شرم کے مارے موئی جاتی ہے اک شب کی دلہن
دم بدم سانس بھی سر پیٹتی ہے ساتھ اُس کے
ابھی کنگنا نہ کھلا تھا کہ بندھے ہاتھ اُس کے

۷ ہے اسی رسی میں ننھا سا سکینہؑ کا گلو
دم گھٹا جاتا ہے آنکھوں سے رواں ہیں آنسو
چاک کرتے کا گریباں ہے، پریشاں گیسو
سوجے تو گال ہیں کانوں سے ٹپکتا ہے لہو
آہ ہر گام پہ سینے سے نکل جاتی ہے
جب جھٹکتے ہیں ستمگر تو دہل جاتی ہے

۸ ماں سے کرتی ہے اشارہ وہ گرفتارِ ستم
رسی کھلوا دو نہیں گھٹ کے نکل جائے گا دم
رو کے وہ کہتی ہے، مجبور ہوں میں کشتۂ غم
ہائے بچی تری قسمت میں تھا یہ درد و اَلم
صدقے امّاں یہ گرہ عقدہ کشا کھولے گا
بی بی اس عقدۂ مشکل کو خدا کھولے گا

۹ ماں سے رو رو کے وہ نالاں یہ کرتی ہے بیاں
کس کا دربار ہے، اس حال سے جاتی ہو کہاں؟
یہ تو کہہ دو کہیں بابا بھی ملیں گے امّاں
کئی دن گزرے ہیں، وہ ہیں مری آنکھوں سے نہاں
بھول جائے گا یہ سب دکھ، جو انھیں پاؤں گی
دوڑ کر چاند سی چھاتی سے لپٹ جاؤں گی

۱۰ کہیں دربار میں امّاں وہ اگر مجھ کو ملے
دیکھنا کرتی ہوں کیسے شہِ والا سے گلے
وہ خبر لیں نہ، گردن مری رسی سے چھلے
اُن کو یوں بھولتے ہیں، باپ سے بچہ جو پلے
وجہ کیا کون سی تقصیر پہ منھ موڑا ہے؟
سیلیاں کھانے کو اعدا میں مجھے چھوڑا ہے

۱۱ کان زخمی ہوئے اور لی نہ خبر، واہ رے پیار
خوب بھولے مجھے بابا کی محبت کے نثار
دن میں چھاتی سے لگاتے تھے مجھے سو سو بار
مجھ پہ یہ ظلم ہیں آیا انھیں کس طرح قرار
منھ دکھاتے نہیں، شفقت سے بلانا کیسا
خواب میں آئے نہ چھاتی پہ سلانا کیسا

روتے تھے سُن کے سکینہؑ کا بیاں سارے اسیر ۱۲ ہر قدم پر تھا یہی شور کہ ہے ہے شبیرؑ
اس طرف ہوتی تھی آرائشِ دربارِ شریر تخت پر آپ تھا اور کرسیوں پر سارے امیر
اک طرف لُوٹ کا سب زیور و زر رکھا تھا
اور تلے فاطمہؑ کے لال کا سر رکھا تھا

نذریں ہاتھوں پہ لیے آتے تھے سب درباری ۱۳ پڑھتے تھے تہنیتِ فتح کو باری باری
جمع دربار میں تھی، شہر کی خلقت ساری یاں تو تھا جشن کا غُل، اور ادھر بھی زاری
اُس طرف تو دُف و شہنے کی صدا آتی تھی
اور اس سمت سے ہے ہے کی صدا آتی تھی

دم بدم تخت سے اُٹھ اُٹھ کے یہ کہتا تھا شریر ۱۴ قیدی کیوں جلد نہیں آتے ہیں کیا ہے تاخیر
بڑھ کے کرتے تھے خبردار یہ اُس دم تقریر ضعف سے پاؤں کو تھم تھم کے اٹھاتے ہیں اسیر
مارے دہشت کے لہو ان کا گھٹا جاتا ہے
ہر قدم ایک ضعیفہ کو غش آ جاتا ہے

بولا وہ کون سی عورت ہے وہ مجوسِ ستم ۱۵ عرض کی اُس نے کہ ہمشیرِ شہنشاہِ اُمم
باپ جس کا ہے علیؑ پشت و پناہِ عالم جس کی ماں فاطمہؑ ہے فخرِ جنابِ مریمؑ
ہے جو سلطانِ عربؐ اس کی نواسی ہے وہ
کلمہ گو جس کے ہیں سب اُس کی نواسی ہے وہ

ہے وہی حضرتِ جعفرؑ کی بہو سینہ فگار ۱۶ وہی زینبؑ ہے جو شبیرؑ کی تھی عاشقِ زار
لاشِ شہ پر وہی اُشتر سے گری تھی کئی بار بعد مرنے کے بھی ہے بھائی بہن میں وہی پیار
قافلہ یوں تو سبھی شام و سحر روتا ہے
پر وہ روتی ہے تو شبیرؑ کا سر روتا ہے

بولا وہ کیا ہے پھر اوروں کے نہ آنے کا سبب ۱۷ عرض کی ایک ہی رسّی میں ہیں جکڑے ہوئے سب
خاک پہ گرتی ہے جب بنتِ شہنشاہِ عربؐ شور ہوتا ہے اسیروں میں کہ ہے ہے زینبؑ
ہوش میں آن کے بھائی کو وہ جب روتی ہے
دیر تک قیدیوں میں سینہ زنی ہوتی ہے

انھیں رانڈوں میں ہے اک دخترِ فرزندِ نبیؐ ۱۸ خوگرِ سینۂ دلبندِ رسولِ عربیؐ
آفتِ فاقہ کشی، بے پدری تشنہ لبی دم بہ دم لب پہ یہ ہے اَینَ اَبی اَینَ اَبی
چھاتیاں پھٹتی ہیں اس درد سے وہ روتی ہے
شمر جب آنکھ دکھاتا ہے تو چپ ہوتی ہے

ذکر یہ تھا کہ وہ قیدی سرِ دربار آئے ۱۹ سب پکارے کہ وہ حاکم کے گنہگار آئے
آگے روتے ہوئے سجادؑ دل افگار آئے سر برہنہ حرمِ احمدِ مختارؐ آئے
صاف خورشید سی شکلیں جو نظر آتی ہیں
آنکھیں سب ظالموں کی بند ہوئی جاتی ہیں

گو کہ اس روز تھیں سیدانیاں کھولے ہوئے بال ۲۰ منہ چھپانے کو کسی پاس نہ تھا اک رومال
بیٹیوں کا اسد اللہ کی، اللہ رے جلال آنکھ اٹھا کر کوئی دیکھے یہ کسی کی تھی مجال
جلوۂ روشنیِ طُور نظر آتا تھا
کچھ نہ آنکھوں کو بجز نُور نظر آتا تھا

پردۂ چشم سے باہر نہ نکلتی تھی نظر ۲۱ ایک سے پوچھتا تھا ایک کہ قیدی ہیں کدھر؟
بیٹیاں فاطمہؑ زہراؑ کی جو تھیں ننگے سر دستِ حیدرؑ تھا تماشائیوں کی آنکھوں پر
تھا جو منظورِ خدا، آلِ عبا کا پردہ
فاطمہؑ روکتی تھی، اپنی ردا کا پردہ

کہا ظالم نے کہ ہاں قیدیوں کو لاؤ قریب ۲۲ حکم یہ سنتے ہی دوڑے گئے دو چار نقیب
شرم کے مارے ہوا بیبیوں کا حال عجیب اپنا سر پیٹ کے بانوؑ نے کہا وائے نصیب
کھینچ کر سب کو ستمگار جو لے جانے لگے
حضرتِ زینبؑ و کلثومؑ کو غش آنے لگے

تخت کے سامنے روتے ہوئے آئے جو اسیر ۲۳ دیکھ کر سیدِ سجادؑ کو بولا وہ شریر
سرکشی کر کے نہ سر بر ہوئے مجھ سے شبیرؑ شکر کرتا ہوں کہ خالق نے کیا تم کو حقیر
بیٹھنے کا کہیں دنیا میں سہارا نہ رہا
پنجتن اُٹھ گئے اب زور تمہارا نہ رہا

ہاں کہو آج حمایت کو پیمبر ہیں کہاں؟ ۲۴ کیا ہوئے ابن علی حیدرِ صفدر ہیں کہاں؟
قید میں ان کی بہو آئی ہے شبیر ہیں کہاں؟ ننگے سر زینبِ دلگیر ہے سرور ہیں کہاں
ذبح خنجر سے ہوا جو، وہ پدر کس کا ہے؟
اک ذرا غور سے دیکھو تو، یہ سر کس کا ہے؟

کس کے ناموس لٹے کس کا ہوا گھر تاراج؟ ۲۵ کون بے سر ہوا، اور کون ہوا صاحبِ تاج؟
ایک چادر کے لیے کس کی بہن ہے محتاج؟ کون کمزور ہے، اور کون زبردست ہے آج؟
خلق میں کس کے لیے مرتبہ عالی ہے؟
کس کا اقبال ہے، اور کس کی بداقبالی ہے؟

نہر پر بازوئے شبیرؑ کو مارا کس نے؟ ۲۶ جنگ میں اکبرِ دلگیر کو مارا کس نے؟
تیر سے اصغرِ بے شیر کو مارا کس نے؟ شاہ سے صاحبِ شمشیر کو مارا کس نے؟
فوج بے سر ہوئی سلطانِ حجازی نہ رہے
جن کی تلوار کا شہرہ تھا، وہ غازی نہ رہے

سُن کے یہ آگیا بنتِ شہِ مرداں کو جلال ۲۷ تھرتھرا کر کہا کیا بکتا ہے او بداقبال
صاحبِ عزت و توقیر محمدؐ کی ہے آل کبھی ہم لوگوں کی عزت پہ نہ آئے گا زوال
ہم کو بے قدر جو سمجھا تو خطا کرتا ہے
دیکھ مصحفؑ میں خدا کس کی ثنا کرتا ہے

ہاں بتا آیۂ تطہیر کسے آیا ہے؟ ۲۸ دوست اپنا کسے اللہ نے فرمایا ہے
ہَلْ اَتیٰ کس لیے روح الامیں لایا ہے کس نے معراج کا دنیا میں شرف پایا ہے؟
قُرب ایسا کسے اللہ کی درگاہ میں ہے
فرقِ قوسین بتا کس میں اور اللہ میں ہے

زور اپنا کسے اللہ نے امداد کیا ۲۹ خانۂ کفر کو کس شیر نے برباد کیا؟
حق نے قرآں کے سورے میں کسے یاد کیا؟ کس کو اَکمَلتُ لَکُم دِینَکُم ارشاد کیا؟
کس سے ہر جنگ میں عاجز صفِ کفار آئی؟
بدر میں کس کے لیے عرش سے تلوار آئی؟

آلِ احمدؐ کو حقارت سے نہ دیکھ او مقہور ۳۰ سب پہ روشن ہے کہ ہم لوگ ہیں اللہ کے نُور
مار کر سبطِ پیمبرؐ کو، یہ نخوت، یہ غرور خیر ہم دور، نہ تو دور، نہ محشر ہے دُور
حق کا دریائے غضب جوش میں جب آئے گا
باندھنا ہاتھ کا، سادات کے کھل جائے گا

فخر کیونکر نہ کرے تو کہ یہ ہے فخر کی جا ۳۱ تُو نے اللہ کے محبوبؐ کا کاٹا ہے گلا
ہو گئے سرخ لہو میں حسنِ سبز قبا فاطمہؑ ذبح ہوئی، شیرِ خدا قتل ہُوا
آگ دی خیمہ کو اور زیور و زر لوٹ لیا
جس کے درباں تھے ملک، تُو نے وہ گھر لوٹ لیا

ترے ناموس تو ہیں پردہ نشیں او ظالم ۳۲ بال بکھرائے کھڑے ہیں، ترے دربار میں ہم
ہائے بے پردہ ہے بانوئے امامِ عالم ہے سکینہؑ پہ وہ ظلم اور یہ کبریٰ پہ ستم
ننگے سر قید میں اک رات کی بیاہی آئی
تجھ کو شادی ہوئی، اور ہم پہ تباہی آئی

کہے زینبؑ نے فصاحت سے یہ جس وقت کلام ۳۳ کانپے سینوں میں جگر، رونے لگے لوگ تمام
تخت کے نیچے دھرا تھا، جو سرِ پاکِ امام متوجہ ہوا شرما کے اُدھر حاکمِ شام
اور ان ظلم رسیدوں پہ جفا کرنے لگا
لبِ فرزندِ پیمبرؐ پہ چھڑی دھرنے لگا

کھول کر چوب سے لب ہائے شہنشاہِ عرب ۳۴ کہتا تھا، پارۂ یاقوت سے بہتر ہیں لب
دُرِ دنداں ہیں یہ تاباں کہ خجل ہیں کوکب پیٹ کر سینے کو زینبؑ نے کہا ہائے غضب
نہ محمدؐ سے نہ حیدرؑ سے حیا کرتا ہے
قطع ہو جاتے ترا ہاتھ، یہ کیا کرتا ہے

اس چھڑی کو مرے بھائی کے لبوں سے سرکا ۳۵ بوسے لیتے تھے انھیں ہونٹوں کے محبوبِ خدا
بہرِ اُمت انھیں ہونٹوں سے دعا کی ہے سدا انھیں دانتوں پہ گہر کرتی تھی صدقے زہراؑ
تجھ کو پیارے نہیں گو، ہم کو تو پیارے ہیں یہ
عرش تک جن کا ہے شہرہ وہ ستارے ہیں یہ

یہ ستم بھائی پہ کن آنکھوں سے دیکھے ہمشیر ۲۶ اے ظالم سرِ بے تن کی بھلا کیا تقصیر
یہ چھری ہائے غضب، اور لبِ پاکِ شبیرؑ نہ ستا مجھ کو، میں ہوں بنتِ شہِ خیبر گیر
ان کھلے بالوں کو اب ہاتھوں پہ دھرتی ہوں میں
لے شکایت تری اللہ سے کرتی ہوں میں

کہہ کے یہ غیظ میں آئی جو علیؑ کی جائی ۲۷ آسماں آگئے جنبش میں زمیں تھرائی
سرِ شبیرؑ سے ناگاہ صدا یہ آئی تھام لے غصے کو زینبؑ ترے صدقے بھائی
نہ تلاطم میں کہیں قہرِ الٰہی آجائے
کہیں اُمّت کی نہ کشتی پہ تباہی آجائے

تم تو آگاہ ہو، شبیرؑ نے جو دکھ پائے ۲۸ پر نہیں حرفِ شکایت کے، زباں پر لائے
سر کو نیوڑا لیا، جب ذبح کو قاتل آئے ہم نے اُمّت کے لیے چھاتی پہ نیزے کھائے
اتنی سی بات پہ مصروفِ بکا ہوتی ہو
تم چھری ہونٹوں پہ رکھنے سے خفا ہوتی ہو

برچھیاں کھانے سے کیا اس میں کچھ ایذا ہے بڑی ۲۹ چپ رہے تن پہ جو تلوار یہ تلوار پڑی
جانے دو رکھی تو رکھی مرے ہونٹوں پہ چھری اے بہن یہ بھی گذر جائے گی آفت کی گھڑی
چپ ہیں جو ہم پہ ستم، راہِ خدا میں ہوگا
اس کا انصاف تو دربارِ خدا میں ہوگا

سرِ شبیرؑ نے زینبؑ سے جو یہ کی تقریر ۳۰ آکے غصے میں لگا کانپنے حاکم بے پیر
شمر سے بولا کہ بس اس کی یہی ہے تعزیر سب کو لے جاکے تو کر سخت خرابے میں اسیر
بس انیس اب جگر و قلب پھنکا جاتا ہے
حال زنداں کا نہیں منھ سے کہا جاتا ہے